فکر و نظر............ اسلام آباد جلد: ۴۳ شمارہ: ۳

ایران میں برِّصغیر کا عرفانی ادب
(ماضی قریب میں ہونے والی اہم تحقیق کا جائزہ)

معین نظامی*

برادار اسلامی ملک ایران کے اہلِ دانش و تحقیق نے گذشتہ چند برسوں میں مطالعۂ برِّصغیر کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی ہے اور برِّصغیر میں مختلف موضوعات پر تخلیق ہونے والا فارسی ادب وہاں کے اربابِ فکر و نظر کے لیے دلچسپی کا موضوع بن گیا ہے۔ یہ امر بے حد خوش آیند ہے کہ ایران میں برِّصغیر شناسی کی علمی روایت بہ تدریج مستحکم ہو رہی ہے اور بجا طور پر اُمید کی جاتی ہے کہ اس صحت مند علمی و ادبی تحریک کے فروغ اور تسلسل میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوگی۔

برِّصغیرمیں فارسی زبان میں لکھے جانے والے دوسرے علوم فنون کے ذخیرۂ تخلیق کی طرح، یہاں کے عرفانی ادب کے اعلیٰ نمونے بھی ایران میں بہت مقبول ہوئے ہیں اور ان سے متعلق مختلف اسالیب اور مختلف سطح کے تحقیقی کام منظرِ عام پر آئے ہیں۔ ان میں بہت سی اہم کتابیں ہیں اور ان کے علاوہ کئی ایسے متفرق تحقیقی مقالات و مضامین بھی ہیں جو وہاں کے موقر علمی رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان مقالات و مضامین کا جائزہ زیرِنظر مقالے میں شامل نہیں ہے، اس کا دائرہ بحث صرف کتابوں تک محدود ہے۔

ایران میں برِّصغیر کے عرفان و تصوف کے بارے میں شائع ہونے والی بیشتر کتابیں عمومی تحقیقی مطالعات، متون اور شروح کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان میں کچھ کتابیں خود ایرانیوں کا نتیجۂ تحقیق ہیں اور بعض برِّصغیر کے محققین کی لکھی ہوئی ہیں۔ کچھ کتابیں پہلی بار شائع ہوئیں اور بعض تجدید اشاعت کے مرحلے سے گزری ہیں۔ ایران میں چھپنے والے کچھ قدیم و جدید متون کے حوالے سے صحیح معنوں میں تصحیح و تحقیق کا حق ادا کیا گیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بعض کے معاملے میں محض رسمی کارگزاری کا احساس بھی ہوتا ہے جس کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی! بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جو برِّصغیر کے محققین کی اردو یا انگریزی تصانیف کا فارسی ترجمہ ہیں، ان کی افادیت سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہے کہ یہ برِّصغیر کے فکری ورثے کا احیاء بھی ہے اور اس کے حلقۂ قارئین میں وسیع اضافے کا باعث بھی۔

☆ صدر شعبہ فارسی، یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

ذیل میں محض ابتدائی تعارف کے طور پر، اختصار سے، چند اہم کتابوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اردو کے باذوق اور دلچسپی رکھنے والے قارئین بھی اپنی سرزمین کی ان معنوی فتوحات سے کسی قدر آگاہ ہوسکیں۔

عمومی تحقیق کے ضمن میں سب سے پہلے چشتی سلسلے کے آغاز و ارتقاء اور چشتی مشائخ کی ہمہ جہت خدمات پر لکھی جانے والی ایک کتاب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر غلام علی آریا کی اس کتاب کا نام ہے: **طریقۂ چشتیہ در ہندو پاکستان و خدماتِ پیروانِ این طریقہ بہ فرہنگ اسلامی و ایرانی۔**[۱] اس تحقیق میں برِّصغیر میں رائج دوسرے سلاسلِ طریقت کے علاوہ چشتیوں کی مختلف ذیلی شاخوں کا اجمالی تعارف بھی دیا گیا ہے جو بہت مفید ہے۔ مصنف نے کتاب میں اپنے سفر پاک و ہند کے بعض مشاہدات بھی بیان کیے ہیں۔ اگرچہ اس میں زیادہ تر برِّصغیر ہی کے متخصص ماہر محققین کے نتائج تحقیق کو بنیاد بنایا گیا ہے اور مؤلف کا شخصی زاویۂ تحقیق اور تجزیاتی نقطۂ نظر اپنی الگ شناخت نہیں بنا پایا ،تاہم اس کی اپنی اہمیت و افادیت ہے۔ فارسی کے نئے محققین و قارئین کو چشتی سلسلے کی تاریخ اور خدمات سے متعارف کرانے کی یہ پہلی ٹھوس کاوش ہے اور بہرحال قابل تحسین ہے۔

امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ (م ۷۸۶ھ) کی کرشماتی شخصیت اور خاص طور پر خطۂ کشمیر میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات سے ہم سب بہ خوبی آگاہ ہیں اور برِّصغیر میں اس موضوع پر خوب داد تحقیق دی گئی ہے۔ ایران میں ڈاکٹر پرویز اذکایی نے **مروجِ اسلام در ایرانِ صغیر، احوال و آثار میر سید علی ہمدانی**[۲] کے نام سے آپ کے سوانح، تصانیف اور خدمات پر ایک مبسوط کتاب شائع کی ہے۔ اس میں ضمیمے کے طور پر **رسالۂ ہمدانیہ** کا متن بھی شامل ہے۔ ڈاکٹر اذکایی کی یہ تحقیق اپنے موضوع پر بہت اہم اور حوالہ کی کتاب ہے۔

صوفیۂ برِّصغیر کے حوالے سے ضمنی طور پر اکبر ثبوت کی کتاب: **فیلسوفِ شیرازی در ہند**[۳] کا ذکر بھی ضروری ہے۔ بنیادی طور پر اس تحقیق کا موضوع برِّصغیر میں ملا صدرا شیرازی (م ۱۰۵۱ھ) کے فلسفے کے دوررس اثرات کا جائزہ ہے لیکن اس میں ضمناً کئی ایسے صوفیۂ کرام کا ذکر بھی آگیا ہے جنھوں نے فلسفیانہ مسائل میں عرفانی یا عرفانی مسائل میں فلسفیانہ نقطۂ نظر اپنایا ہے۔ صوفیۂ برِّصغیر کے بعض پیچیدہ افکار و نظریات کی فلسفیانہ جہتیں سمجھنے میں اس کتاب سے بہت مدد مل سکتی ہے، لیکن شاید اس کے تمام مطالب اور توجیہات و تعبیرات سے کامل اتفاق ممکن نہ ہو۔

عمومی تحقیق کے ذیل میں برِّصغیر کے ایک محقق سید اطہر عباس رضوی کی ایک انگریزی تصنیف

DMHL

A History of Sufism in India[۴] کے فارسی ترجمے کا ذکر ضروری ہے جو منصور معتمدی نے **تاریخ تصوف در ہند**[۵] کے نام سے کیا ہے اور ایرانی محققین کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

برِّصغیر کے فارسی عرفانی متون کی تصحیح و تحقیق کے سلسلے میں ڈاکٹر محمود عابدی کا نام معاصر ایرانی محققین میں سب سے نمایاں ہے۔ ڈاکٹر محمود عابدی نے ۱۳۷۶ ش/۱۹۹۷ء میں ''درویش گنج بخش'' کے نام سے حضرت سید علی ہجویریؒ کی عظیم کتاب **کشف المحجوب** کا انتخاب شائع کیا[۶] جس میں فاضلانہ مقدمہ، توضیحات، فہارس اور اشاریہ بھی شامل ہیں۔ اس کتاب کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔[۷] اب۲۰۰۴ء میں ڈاکٹر محمود عابدی کے اہتمام سے **کشف المحجوب** کا مکمل متن بھی شائع ہوچکا ہے[۸] جو بلاشبہ تحقیق و تصحیح کا اعلی نمونہ ہے۔ اب تک ایران، روس، ہند و پاکستان میں **کشف المحجوب** کے جتنے ایڈیشن آئے ہیں، ان میں ڈاکٹرعابدی کے مرتّبہ **کشف المحجوب** ایڈیشن کو بہترین اور قابل اعتماد ترین قرار دیا جاسکتا ہے[۹]۔

چشتی نظامی سلسلے کے بانی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ (م ۷۲۵ھ) کا مجموعۂ ملفوظات **فوائد الفؤاد**، مرتبہ امیر حسن علاٴ سجزیؒ (م۷۲۵ھ) برِّصغیر کے ملفوظاتی ادب میں جس قدر و منزلت کا حامل ہے، وہ مخفی نہیں ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۸۷۵ء میں لکھنو سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس کی کئی اشاعتیں سامنے آئیں۔ جدید تحقیقی معیارات کا حامل اس کا مدوّن متن پہلی بار ۱۹۶۶ء میں محمد لطیف ملک کے مقدمہ و حواشی و فہارس کے ساتھ لاہور سے شائع ہوا۔ خواجہ حسن ثانی نظامی کے اہتمام سے بھی اس کا مستند فارسی متن اور اردو ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔[۱۰] ایران میں **فوائد الفؤاد** کا متن پہلی بار ڈاکٹر محسن کیانی کے توسط سے شائع ہوا ہے۔[۱۱] **فوائد الفؤاد** کا یہ ایرانی ایڈیشن محمد لطیف ملک کی اشاعتِ لاہور ہی کا عکسِ جمیل ہے۔ بہر حال ایران سے اس کی اشاعت ایسا امرنہیں ہے جس سے صرفِ نظر کیا جائے۔

شیخ ضیاء الدین نخشبی بدایوانی چشتیؒ (م ۷۵۱ھ) کثیر التصانیف شخصیت ہیں۔ ان کی بیشتر تصانیف برِّصغیر میں متعدد بار شائع ہو چکی ہیں۔ ایران میں ان کی دو کتابیں اشاعت پذیر ہوئی ہیں۔ ایک **سلک السلوک** ہے جو شیخ کی بہترین تصنیف مانی جاتی ہے اور ایک صوفی دانشور کے ساتھ ساتھ انہیں ایک مسلّمہ فارسی ادیب کے طور بھی متعارف کراتی ہے۔ **سلک السلوک** ۱۳۱۳ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ ایران کے عرفانیاتی محقق ڈاکٹر غلام علی آریا نے پانچ اہم مخطوطات کی روشنی میں بڑی عرق ریزی سے اس کے متن کی تصحیح کی اور اس پر مفید مقدمہ اور حواشی و تعلیقات لکھے۔[۱۲]

شیخ نخشبیؒ کی دوسری تصنیف **طوطی نامہ**، ڈاکٹر فتح اللہ مجتبائی اور ڈاکٹر غلام علی آریا کی تصحیح اور حواشی و تعلیقات کے ساتھ ایران سے شائع ہوئی ہے۔[۱۳] **طوطی نامہ** برِصغیر کے عرفانی ذخیرۂ ادب میں علامتی اور افسانوی پیرائے کی وجہ سے بہت مقبول ہے اور اسے عالمی سطح پر بھی خاصی پذیرائی نصیب ہوئی ہے اس کے ترکی ، منگولی، جرمن اور انگریزی تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ ایرانیوں کا اس سے اعتناء بھی اس کی اہمیت کی روشن دلیل ہے۔ **طوطی نامہ** بھی ۱۳۱۳ھ میں ہندوستان میں شائع ہوچکی تھی۔ ان محققین نے مطبوعہ متن کے علاوہ پانچ قلمی نسخوں کو بھی پیش نظر رکھا ہے اور ان کی کاوشوں سے **طوطی نامہ** کا بہتر انداز میں تصحیح شدہ متن سامنے آیا ہے۔

برِصغیر کا ایک اہم تذکرۂ اولیاء **ثمرات القدس من شجرات الانس** بھی ایران میں شائع ہوا ہے۔[۱۴] اس کے مصنف میرزا لعل بیگ لعلی بدخشی (م ۱۰۲۲ھ) ہیں اور ڈاکٹر سید کمال حاج سید جوادی نے پاکستان میں موجود دو مخطوطات کی روشنی میں اس کی تصحیح متن کی ہے اور تعلیقات لکھی ہیں۔ ڈاکٹر جوادی کے ۸۲ صفحات پر مشتمل مقدمے میں اختصار سے برِصغیر میں تصوف کے آغاز و ارتقاء کی تاریخ اور اہم سلسلوں کا تعاف دیا گیا ہے۔ متعدد فہارس اور اشاریہ بھی ہے لیکن اس میں نواقص موجود ہیں۔ اس اشاعت میں کئی قدیم و جدید تصاویر بھی محفوظ ہوگئی ہیں۔ سات صفحے کا مختصر اور جامع انگریزی پیش لفظ بھی ہے۔اس اشاعت میں تصحیح متن کا اعلیٰ معیار برقرار رکھا گیا ہے۔ البتہ مقدمے میں بیان کیے جانے والے مصنف کے احوال میں تشنگی سی محسوس ہوتی ہے۔ جب کہ مصنف کے اپنے شخصی حالات و کوائف پر خود کتاب میں جابجا کئی اشارات ملتے ہیں۔

برِصغیر کے محقق قاضی تلمذ حسین کی مرتبہ **مرآت المثنوی** کی ایران میں نئی اشاعت اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔[۱۵] یہ کتاب مثنوی معنوی کا بہترین موضوعاتی انتخاب ہے۔اس کی پہلی اشاعت ۱۳۵۲ھ میں حیدرآباد سے ہوئی تھی۔ ۱۳۶۱ش/۱۹۸۲ء میں یہ تہران سے بھی شائع ہوئی۔ یہاں اس کی جس اشاعت کا ذکر مقصود ہے ، وہ بہاء الدین خرمشاہی کے اہتمام سے سامنے آئی ہے جو ایران کے نامور حافظ شناس ہیں۔ خرمشاہی نے متن اشعار کے سلسلے میں پروفیسر نکلسن کے ایڈیشن سے استفادہ کیا ہے، آیات و احادیث کی تخریج کی ہے، کئی فہارس شامل کی ہیں اور سب سے مفید کام یہ انجام دیا ہے کہ جامع اور دقیق کشف الابیات کا اضافہ بھی کر دیا ہے جس سے **مرآت المثنوی** کی افادیت دو چند ہوگئی ہے۔

ایران میں گزشتہ چند برسوں میں برِصغیر کی کئی ادبی و عرفانی شروح بھی شائع ہوئی ہیں۔ ان کی

DMHL

اہمیت کے پیش نظر انہیں متون سے الگ بیان کیا جاتا ہے:

عبدالرحمان ختمی لاہوری کی شرح دیوان حافظ چار جلدوں میں پہلی بار ایران سے شائع ہوئی ہے۔[۱۶] ختمی لاہوری کی ایک اور **شرح دیوان حافظ** بھی **مرج البحرین** (تالیف ۱۰۶۶ھ) کے نام سے موجود ہے۔ برِصغیر میں لکھی جانے والی حافظ کی شرحوں میں اس کا مقام بہت بلند ہے۔ بلکہ خرمشاہی نے تو اپنے دیباچے میں اسے پوری دنیائے فارسی میں حافظ کی بہترین شرح قرار دیا ہے۔ زیرِ نظر متن کی تدوین بہت معیاری ہے۔ شرح کے متن میں بھی، حواشی میں بہ کثرت دوسرے اہم منابع کے تائیدی و استخراجی حوالے دیے گئے ہیں۔ طرح طرح کی فہرستوں اور **کشف الابیات** نے اسے ایک معتبر حوالہ جاتی کتاب بنا دیا ہے۔ خاص طور پر اس کی موضوعی فہرست بہت مفید ہے۔

محمد رضا ملتانی لاہوری (م ۱۰۸۵ھ) کی تالیف: **مکاشفاتِ رضوی** کو **مثنوی معنوی** کی شرحوں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ کتب ۱۲۹۰ھ میں دہلی اور ۱۲۹۴ھ میں لکھنو سے شائع ہوچکی ہے۔ ایران میں کورش منصوری کے اہتمام سے اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے[۱۷]۔

برِصغیر میں لکھی جانے والی حافظ کی ایک شرح **بدرالشروح** بھی کئی بار برِصغیر کے علاوہ ایران سے بھی شائع ہوچکی ہے۔ مولوی بدرالدین اکبر آبادی کی یہ تالیف، دیوانِ حافظ کی ایک مشکل لیکن مقبول عارفانہ شرح ہے اسلامی انقلاب کے بعد اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔[۱۸]

حال ہی میں **مثنوی معنوی** کی ایک اور ضخیم شرح سات جلدوں میں تہران سے اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ اس کا نام **مخزن الاسرار** ہے اور یہ ولی محمد اکبر آبادی کی تالیف ہے۔[۱۹] عرفانیات کے معروف محقق نجیب مایل ہروی نے اس کی ہندوستانی اشاعت کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور کے ایک قلمی نسخے سے مدد لیتے ہوئے دیدہ ریزی سے اس کے متن کی تصحیح و تدوین کی ہے۔

برِصغیر کے عرفانی ادب پر ایران میں ہونے والے تحقیقی کام کا یہ اجمالی تعارف مکمل ہوا۔ اس کے اختتام پر، بہت سوچ بچار کے بعد قائم ہونے والی اس رائے کا اظہار ضروری ہے کہ ایرانیوں کا اس موضوع کی طرف یہ علمی و تحقیقی میلان بہت پسندیدہ اور قابل قدر ہے اور اسے کسی بھی سطح پر نظر انداز نہیں ہونا چاہیے لیکن ان معاصرین میں بعض محققین کے کچھ موضوعات تکراری بھی ہیں اور بعض کے ہاں عاجلانہ رویہ بھی جھلکتا ہے اس لیے ان کے تحقیقی نتائج کو بہ تمام و کمال قبول کرنے اور انہیں سند کی حیثیت دینے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔

حواشی

۱۔ آریا، غلام علی، **طریقۂ چشتیہ در هند و پاکستان و خدماتِ پیروان این طریقه به فرهنگِ اسلامی و ایرانی**، تہران، کتاب فروشی زوّار، ۱۳۶۵ش/۱۹۸۶ء۔

۲۔ اذکایی، پرویز، **مروجِ اسلام در ایرانِ صغیر: احوال و آثارِ میر سیدؔعلی همدانی**، ہمدان،دانشگاہِ بوعلی سینا،۱۳۷۰ش/ ۱۹۹۱ء۔

۳۔ ثبوت، اکبر، **فیلسوفِ شیرازی درهند، تهران، مرکز بین المللی گفتگوی تمدّن ها**، ۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء۔

۴۔ Rizvi, S., Athar Abbas, *A History of Sufism in India*,New Delhi, 2Vols. 1986-92

۵۔ رضوی، سید اطہر عباس، **تاریخ تصوف در هند**، ترجمہ: منصور معتمدی، تہران، مرکز نشرِ دانشگاهی، جلدیکم،۱۳۸۱ش/ ۲۰۰۲ء۔ اس ترجمے پر تبصرے کے لیے ملاحظہ ہو:عارف نوشاہی، **تاریخ تصوف در هند**، نشر دانش، تہران، سال ۱۹، شمارہ۳، شمارۂ مسلسل۱۰۲، پاییز۱۳۸۱ش/دسمبر۲۰۰۲، ص۶۷۔۷۰

۶۔ عابدی، محمود **درویش گنج بخش، گزیدۂ کشف المحجوب**، تہران انتشاراتِ سخن، ۱۳۷۶ش/ ۱۹۹۷ء۔

۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
نظامی، غلام معین الدین، **درویش گنج بخش**، ایک مطالعہ، اورینٹل کالج میگزین، (ص ۱۰۳-۱۱۰)، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ج ۷۹، شمارہ ۳-۴، شمارہ مسلسل ۲۹۳-۲۹۴، ۲۰۰۴ء۔

۸۔ ہجویری، ابوالحسن علی بن عثمان، **کشف المحجوب**، تحقیق و تصحیح: دکتر محمود عابدی، تہران، انتشاراتِ سروش، ۱۳۸۳ش/۲۰۰۴ء۔

۹۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
نظامی، معین، ''دکتر محمود عابدی و تصحیح کشف المحجوب ہجویری''، مشمولہ اورینٹل کالج میگزین،(ص ۸۳- ۸۸)، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ج ۸۰،شمارہ ۳-۴، شمارہ مسلسل ۲۹۷- ۲۹۸، ۲۰۰۵ء۔

۱۰۔ امیر حسن، خواجہ، **فوائد الفؤاد**، ترجمہ: حسن ثانی نظامی، دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۲ء۔

۱۱۔ سجزی،امیر حسن علا، **فوائد الفؤاد**، تصحیح: **محمد لطیف ملک**، به کوششِ دکتر محسن کیانی(میرا)، تہران انتشاراتِ روزنہ، ۱۳۷۷ش/ ۱۹۹۸ء۔

۱۲۔ نخشبی، ضیا، **سلک السلوک**، تصحیح وتحقیق:دکتر غلام علی آریا، تہران، کتاب فروشی زوّار، ۱۳۶۹ش/۱۹۹۰ء۔

۱۳۔ نخشبی، ضیا، **طوطی نامه**، به اہتمام دکتر فتح اللہ مجتبائی و دکتر غلام علی آریا، تہران، منوچہری، ۱۳۷۲ش/۱۹۹۳ء۔

۱۴۔ بدخشی، میرزا لعل بیگ لعلی، **ثمرات القدس من شجرات الانس**، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات: دکتر سید کمال حاج سید جوادی، تہران، پژوہش گاہ علومِ انسانی و مطالعاتِ فرہنگی، ۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء۔

۱۵۔ تلمذ حسین،قاضی، **مرآت المثنوی**، تصحیح، مقدمہ، کشف الابیات: بہاء الدین خرمشاہی، تہران، نشرِ گفتار، ۱۳۷۸ ش / ۱۹۹۹ء۔

۱۶۔ ختمی لاہوری، ابوالحسن عبدالرحمان، **شرح عرفانی غزل های حافظ**، تصحیح و تعلیقات: بہاء الدین خرمشاہی ، کورش منصوری، حسین مطیعی امین، تہران، نشرِ قطرہ، ۱۳۷۴ ش/۱۹۹۵ء۔

۱۷۔ لاہوری، محمد رضا، **مکاشفات رضوی**، تصحیح و اہتمام:رضا روحانی، تہران، ۱۳۷۷ ش/ ۱۹۹۸ء۔

۱۸۔ اکبر آبادی، بدرالدین، **بدرالشروح، شرح حافظ**، تہران، انتشاراتِ آمین، ۱۳۶۲/۱۹۸۳ء۔

۱۹۔ اکبر آبادی، ولی محمد، شرح **مثنوی مولوی موسوم به مخزن الاسرار**، تصحیح: نجیب مایل ہروی، تہران،نشرِ قطرہ، ۱۳۸۳ش / ۲۰۰۴ء۔

DMHL